Al-Qalam القلم

p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077

Volume:27, Issue:2, 2022, pp. 266-283

تکافل وقف ماڈل میں سرمایہ کاری کی شرعی حیثیت

Legal (Shraih) Status of Investment in Takaful Waqf Model

Dr. Saeed Ahmad
Post Doctorate Fellow, International Islamic University, Islamabad, Pakistan.
Email: drsaeed1170@gmail.com

Faraz Ahmad
Lecturer, Minhaj University, Lahore, Pakistan.
Email: frazpu1@gmail.com

KEYWORDS

Islamic Teachings, Insurance, Takaful, Takaful Models, Tabarru Model, Gift Model, Waqf Model.

Date of Publication: 26-12-2022

ABSTRACT

The teachings of Islam are related to every aspect of human life. Economy has a fundamental position in human life. Even before the human existance on earth, the creator of the universe had created different patterns of livelihood for him. An important source of livelihood is trade and business. There are a large number of verses and Hadith in the Holy Quran & Sunnah of the Prophet (PBUH) regarding trade and business. Particuarly, the Transaction Chapter in the Hadith books has sufficient arugments regarding tradeand business. It elaborates that we have sufficnet teachings and proper guideline regarding trade and business. Also, mutual cooperation and assistance in human life is a natural phenomenon that has continued since ancient times in individual and collective forms. A slightly more modern and organized form of mutual support is known as insurance and takaful. In this article, a brief introduction to takaful and its investment methods will be discussed in the light of Islamic teachings.

تمہید

اسلام کی تعلیمات کا تعلق انسانی زندگی کے ہر شعبہ سے ہے۔ حیات انسانی میں معیشت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ انسان کی زمین پر آبادی سے پہلے ہی خالق کائنات سے اس کے لیے معاش کے مختلف نمونے بنادئے تھے۔ حصول معاش کے ذرائع میں ایک اہم ذریعہ تجارت اور خرید و فروخت ہے۔ قرآن و حدیث میں اسعنوان کے بارے میں کثیر مقدار میں اصولی اور تشریحی نصوص موجو ہیں۔ چنانچہ صرف بنیادی کتب احادیث میں کتاب البیوع اپنی وسعت کے لحاظ سے اس کی واضح دلیل ہے۔ اوراگر اس موضوع پر احاطہ تحریر میں لائے جانی والی تفاسیر اور کتب فقہ پر نظر ڈالی جائے تو ایک بہت بڑی لائبریری نظر آتی ہے۔ اس سے شریعت کی نظر میں تجارت اور انسان کے لین دین کے تمام معاملات میں اسلامی ہدایات سے رہنمائی لینے کی اہمیت اور تاکید بخوبی سمجھ آسکتی ہے۔ نیز انسانی زندگی میں باہمی تعاون وامداد ایک فطرتی امر ہے جو انفرادی اور اجتماعی صورتوں میں زمانہ قدیم سے تاحال جاری ہے۔ باہمی تعاون کی ایک قدرے جدید اور منظم شکل انشورنس اور تکافل کے نام سے معروف ہے۔ زیر قلم تحریر میں ان میں سے دوسرے عنوان کا مختصر تعارف اور اس میں سرمایہ کاری کے طریقوں پر بحث کی جائے گی اور ان کا اسلامی طریقہ تجارت کی روشنی میں جائزہ لیاجائے گا۔

تکافل کا تعارف

انشورنس کیلئے عربی میں التأمین یا عقد التأمین کا لفظ استعمال ہوتا ہے البتہ انشورنس کے متبادل اسلامی طریقہ تعاون وتناصر کیلئے تکافل کا لفظ معروف ہے۔ کفالۃ عربی کا لفظ ہے اس کے کئی معانی ہیں۔ چند کتب لغات کی روشنی میں اس لفظ کی توضیح درج ہے۔ البستانی رقم طراز ہیں۔ **الکفاله فی اللغة الضم اوالضمان۔**[1] الصاغرجی رقم طراز ہیں: **الكفالة فی اللغة الضم وهی عقد وثيقة وغدامةٍ شرعت لاضح الحاجة وهو وصول المكفول له الى احياء حصته۔**[2] وھبۃ الزحیلی رقم طراز ہیں: **الكفالة لغة كما فی كتب الحنفية والحنابلة هی الضم وفی كتب الشافعية ہی الالتزام۔**[3]

اگرچہ قرآن وحدیث اور قدیم کتب فقہ میں تکافل اپنے موجودہ پس منظر اور طریقہ کار کے اعتبار سے خاص اصطلاح کے طور پر استعمال نہیں ہوا ہے اور نہ ہی موجوہ پس منظر اور مفہوم کے اعتبار سے قدیم علمی مواد میں مذکور ہے۔ مگر تعاون وتناصر، باہمی خیر خواہی اور اجتماعی تعاون کا تصور نہ صرف ابتداء اسلام سے ہے بلکہ انسانیت کی فطرت کا تقاضا ہے۔ سید قطب شہید لکھتے ہیں۔

> **ان التكافل الاجتماعی هو قاعدة المجتمع الاسلامی والجماعة المسلمة ملفة ان ترعیٰ مصالح الضعفاءمنهاو كان النظام الاسلامی كله يقوم علیٰ اساس التكافل**[4]
>
> یقیناً اجتماعی کفالت ہی اسلامی معاشرہ کی بنیاد ہے اور مسلمانوں کی جماعت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے میں سے کمزور لوگوں کے مفادات کا خیال رکھتے۔ اور اسلام کا سارا نظام باہمی اجتماعی کفالت کی بنیاد پر قائم ہے۔

ڈاکٹر عصمت اللہ تکافل کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔ کہ تکافل کا مطلب ہے باہمی امداد کا ایسا طریقہ کار جس کے ذریعہ معاشرہ کے افراد تعاون و تبرع واحسان کی بنیاد پر معاہدہ کرتے ہیں اور پھر ان میں سے کسی فرد یا افراد کا مالی نقصان ہو جائے تو مل کر پہلے سے قائم شدہ تکافل فنڈ سے اس کی تلافی کرتے ہیں یعنی اس نقصان کا بوجھ تنہا کسی ایک شخص پر نہیں پڑتا بلکہ تمام افراد اس میں شریک ہوتے ہیں تو تکافل ایک اسلامی انشورنس کا نظام ہے جو باہمی تعاون وتناصر اور تبرع کے اصول پر مبنی ہے جہاں تمام شرکاء رسک کو شئیر کرتے ہیں اور اس طرح باہمی تعاون وتناصر سے مقررہ اصول وضوابط کے تحت ممکنہ مالی خطرات سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ [5]

تکافل کی تاریخ

تکافل پر قرآن وحدیث کی تعلیمات، امداد باہمی کی تاریخ اور اس کی قدیم شکلیں نیز عصر حاضر کے نظام تکافل کی تاریخ واقسام کا مختصراً جائزہ یہ ہے۔ امن واطمینان کی طلب، جان مال اور اہل وعیال کا تحفظ باہمی تعاون اور مستقبل کے لیے احتیاطی تدابیر انسانی فطرت کا لازمی حصہ ہیں قرآن مجید احادیث اور آثار سے اس کی تائید وضاحت ہوتی ہے کہ فطرت کے اس تقاضے کی تکمیل خلاف منشاء الٰہی نہیں ہے اصحاب کہف کے واقعہ میں ہے کہ انہوں نے جان کے تحفظ کے لیے ایک غار میں پناہ لی اور قرآن مجید نے ان کے اس عمل کو بطور خاص ذکر کیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذْاوی الفِتیۃُ الی الکہف فقالوا ربنا اٰتنا من لدنک رحمۃ [6]

جب چند نوجوانوں نے غار میں پناہ لی اور کہا اے ہمارے رب! ہمیں اپنی طرف سے رحمت نصیب فرما۔

امام رازی نے اس عمل کو یوں درج کیا ہے:

ومعنی اوی الفتیۃ فی الکہف صار والیہ وجعلوا مأوٰہم (فقالوا ربنا اٰتنا من لدنک رحمۃ) ای رحمۃ من خزائن رحمتک وجلائل فضلک واحسانک وہی الہدایۃ بالمعرفۃ والصبر والرزق والا من من الاعداء۔ [7]

اور غار میں پناہ لینے کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اسے اپنا ٹھکانا بنایا اور کہا کہ اے رب ہمیں اپنی رحمت سے نواز یعنی اپنی رحمت، فضل عظیم اور احسان یعنی ہدایت، صبر رزق اور دشمنوں کے شر ونقصان سے امن نصیب فرما۔

جہاں تک مستقبل کے خطرات اور متوقع حادثات وضروریات کے لیے احتیاطی تدابیر کا تعلق ہے تو اس سے متعلق ہدایات بھی قرآن وحدیث سے ملتی ہیں سورۃ النسآء کی آیت نمبر 71 میں ہے۔

یا ایہا الذین اٰمنوا خذواحذرکم۔ [8]

اے ایمان والو! تم اپنی احتیاط کا پورا بندوبست کرو۔

اگرچہ یہ آیت اپنے سیاق کے اعتبار سے قتال سے تعلق رکھتی ہے لیکن اس کا پیغام عمومی ہے نیز حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کے خواب میں جن احتیاطی تدابیر کا مشورہ دیا تھا وہ بھی اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ

مستقبل کی پیش بندی ایک مستحسن عمل ہے۔ جہاں تک باہمی تعاون وتناصر کا معاملہ ہے تو اس کے لیے اس قدر شواہد ہیں کہ ان کا احاطہ مشکل ہے چند امثلہ سے بات کی وضاحت ہو سکتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

وتعاونوا علیٰ البر والتقویٰ۔ [9]

اور نیکی اور تقویٰ کی باتوں میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو۔

امداد باہمی کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود انسان کی، امداد باہمی اور تعاون وتناصر کی چند ایسی قدیم عمدہ شکلیں رائج تھیں جنہیں اسلام کے آنے کے بعد بھی ان کے فوائد کی وجہ سے جاری رکھا گیا جو ان ناموں سے اب بھی ہماری سوسائٹی، تاریخ اور کتب اسلامی میں معروف ہیں۔ عاقلہ، قسامہ، ولاء، نہد، عقد موالات اور حلف قابل ذکر ہیں۔

تکافل کی قدیم صورتیں

عاقلہ: یہ زمانہ قدیم کی ایک تنظیم تھی جس میں خاندان اور قبیلہ کے لوگ مل کر ایک مشترکہ فنڈ قائم کرتے تھے اور دیت کی ادائیگی میں قاتل کی مدد کرتے تھے تاکہ باطل یا کسی بھی مجرم پر آنے والے تاوان کا بوجھ باہم مل کر اٹھا سکیں [10] اور ساتھ ساتھ عاقلہ میں یہ مقصد بھی تھا کہ خاندان یا قبیلے کے لوگ قتل اور دیگر جرائم سے اپنے خاندان کے لوگوں کو باز رکھ سکیں شریعت نے عاقلہ کے فوائد اور عمدہ مقاصد کی وجہ سے اسے جاری رکھا۔ [11]

قسامہ: عاقلہ کی طرح قسامہ بھی زمانہ قدیم سے باہمی تعاون کی ایک مشہور صورت تھی قسامہ کا معنی ہے قسم اُٹھانے والی جماعت شریعت کی اصطلاح میں قسامہ [12] یا تو ان پچاس قسموں کو کہتے ہیں جو کسی مقتول کے اولیاء اٹھاتے ہیں تاکہ وہ قاتل کی تعین کر دیں اور یا وہ قسم جو اہل محلہ وعلاقہ کے ذمہ ہوتی ہے تاکہ وہ اپنے سے قتل کے الزام کو دور کر دیں قسامہ کے بعد اہل محلہ وعلاقہ پر دیت واجب ہو گی۔ تاکہ مقتول کا خون رائیگاں بھی نہ جائے اور قاتل پر بھی تخفیف ہو جائے۔ [13]

نہد: ابن سیدہ نے کہا نہد کا معنی ہے مدد کرنا، طرح نہدہ کا مطلب ہے کہ فلاں نے کھانے پینے کی اشیاء سے قوم کی مدد کی قاضی عیاض نہد کا مفہوم وہی لکھا جو ازہری کے ہاں تھا البتہ انہوں نے سفر اور خلط ملط کرنے کی قید تو لگائی اور عدد کی قید نہیں لگائی یعنی رفقاء کی تعداد بقدر چیز مہیا کرنا، ابن تین کے نزدیک بھی نہد سفر میں کھانے وغیرہ کو جماعت پر برابر تقسیم کرنے کے مفہوم میں لیا ہے۔ حافظ ابن حجر کا رجحان بھی یہی ہے کہ سفر میں رفقاء کا اشیاء کو برابر تقسیم کرنا اور پھر وہی رفقاء جب حضر میں اکٹھے ہوں تو یہی عمل کر سکتے ہیں جیسے کہ باب کے آخر میں قبیلہ اشعر کے لوگوں کا عمل مذکور ہے ابن اثیر نے لکھا کہ نہد وہ چیز ہے جو جہاد کے موقع پر مجاہدین باہم برابر بانٹتے ہیں اور مشہور یہی ہے کہ زاد راہ کو سفر میں خلط کر لینا اور قابسی نے لکھا کہ نہد وہ کھانا ہے جو قبائل کی صلح کے موقع پر پیش کیا جائے لیکن یہ مفہوم معروف نہیں۔ [14]

عقد موالات

باہمی تعاون کی قدیم شکل عقد موالات تھی جس میں دو یا زائد آدمی آپس میں معاہدہ کرتے کہ حادثات، خطرات دیت کی ادائیگی میں وہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور مرنے کے بعد ایک دوسرے کی وراثت کے مستحق ہوں

گے۔ اسلام سے قبل کی اس صورت کو آپ علیہ السلام نے نو مسلموں میں جاری رکھا یعنی جو آدمی جس مسلمان کے ذریعہ مسلمان ہوتا وہ اپنی زندگی اور موت میں عقد موالات کے ذریعہ اس کا معاون و مددگار ہوتا تھا۔[15]

حلف: زمانہ قدیم سے رائج باہمی تعاون کی ایک شکل حلف بھی تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ باہمی معاہدہ اور قسم سے ایک دوسرے کے تعاون وتناصر پر جمع ہوتے اور معاہدے کے شرکاء عقد موالات کی طرح موت کے بعد ایک دوسرے کے ترکے کے وارث بھی بنتے اسلام کے ابتدائی زمانہ میں یہ طریقہ رائج رہا لیکن بعد میں آیات ترکات کی وجہ سے تعاون وتناصر کے علاوہ صورت یعنی ترکہ میں ایسی قسم ومعاہدہ سے حصہ بننا ممنوع قرار دیا گیا۔[16]

ولاء: امداد باہمی کی قدیم شکل ولاء بھی تھی ولاء کے دو مفہوم ہیں ایک یہ ہے اگر کوئی شخص کسی غلام کو آزاد کرتا تو اس آزاد شدہ غلام کا ترکہ آزاد کرنے والے کو ملتا اس ترکہ کو ولاء کہا جاتا تھا۔[17] دوسرا یہ ہے کہ غلام جس قبیلہ سے آزاد کیا جاتا وہ قبیلہ حادثات وخطرات میں آزاد شدہ غلام کی مدد کرتا تھا اور یہ امداد محض ہمدردی اور خیر خواہی کی بنیاد پر ہوتی تھی۔[18]

تکافل کی جدید صورتیں

غیر تجارتی قدیم بیمہ کے بارے میں ابن خلدون لکھتے ہیں: "امداد باہمی یا انشورنس کا اس کی ابتدائی شکل میں تذکرہ 916ق م میں روڈوس کے قوانین میں ملتا ہے جہاں مال بردار کشتی کا وزن کم کرنے کے لیے مال کا ایک حصہ سمندر میں ڈال دیا جاتا اس نقصان کو کشتی میں لدے ہوئے مال کے مالکوں پر تقسیم کر دیا جاتا نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امداد باہمی کا تصور سادہ یعنی غیر تجارتی شکل میں روم اور چین میں 5000 سال پہلے سے موجود تھا جبکہ عرب میں زمانہ جاہلیت میں بھی اس طرح کا انشورنس موجود تھا چنانچہ عرب تاجر سردی اور گرمی کے سفر میں سفر سے پیدا ہونے والی تکالیف کے نتیجے میں ہلاک ہونے والے اُونٹ کا معاوضہ دیتے تھے یہ معاوضہ ان میں سے ہر ایک پر اس کے اصل سرمایہ کی شرح کے مطابق آتا تھا اسی طرح ان کا اس پر بھی اتفاق تھا کہ جس کی تجارت ٹھپ ہو جائے یا بربادی کا شکار ہو جائے تو اس کی امداد اور تعاون کیا جائے"۔[19]

سمندری بیمہ کے آغاز کے بارے میں مفتی شفیع صاحب لکھتے ہیں:

> "سمندری بیمہ کا آغاز اٹلی کے تاجران اسلحہ سے ہوا ان لوگوں نے دیکھا کہ بعض تاجروں کا مال سمندر میں ضائع ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ تنگدستی کا شکار ہو جاتے ہیں تو اس کا حل انہوں نے یہ نکالا کہ اگر کسی کا مال تجارت سمندر میں ضائع ہو جائے تو تاجر مل کر ہر ماہ یا ہر سال ایک معین رقم اسے ادا کریں گے یہی جذبہ ترقی کر کے جہازوں کے بیمہ تک پہنچا کہ ہر ممبر ایک مقررہ رقم ادا کرے تا کہ اس قسم کے حوادث اور خطرات کے موقع پر نقصان کا کچھ نہ کچھ تدارک کیا جاسکے"۔[20]

تاہم ابتدائی طور پر یہ بیمہ بھی دراصل غیر تجارتی اور امداد باہمی کے تصور پر تھا اور اس میں تجارتی عنصر شامل نہیں تھا مروجہ تجارتی، کاروباری اور سرمایہ کاری کی غرض سے انشورنس کے نظام کب، کہاں اور کیسے وجود میں آیا۔

اس کے بارے میں مؤرخین کی مختلف آراء ہیں ان مختلف آراء کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ تجارتی انشورنس کا آغاز 1530ء تا 1545 کے دوران لندن اور پیرس میں ہوا ایک طبقہ کا خیال ہے اس کا آغاز جرمنی کے شہر روک نبرگ میں 1726ء میں ہوا جبکہ مؤرخین کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ اس کا آغاز 1666ء میں لندن میں ہوا جب وہاں اس سال خوفناک آتشزدگی ہوئی جس کا اس وقت نقصان کا اندازہ 10 ملین سے زیادہ کا لگایا گیا کچھ مؤرخین کی رائے ہے کہ مروجہ تجارتی انشورنس کی بنیاد اندلس کی مسلم حکومت کے دوران ہوا 18ویں اور 19ویں صدی اس کا ارتقائی زمانہ رہا۔[21] جبکہ ابن خلدون کی رائے ہے کہ تجارتی بیمہ کے وجود کا پتہ 14ویں صدی سے چلتا ہے جب اٹلی میں اس کی مختلف شکلیں رائج تھیں۔[22] غالبا مؤرخین کا یہ اختلاف رائے زمان ومکان کے اختلاف کی وجہ سے ہے ہر طبقہ نے اپنے دائرہ معلومات کی وجہ سے اس کی ابتدائی تاریخ اور مقام ابتداء کا اندازہ لگایا یہ تجارتی بیمہ رباء غرر اور قمار کے سسٹم پر مشتمل تھا اس لیے اہل اسلام کی نظر میں شرعی لحاظ سے درست نہیں تھا چنانچہ اس کے تمام پہلوؤں پر غوروفکر کرنے کے بعد بالآخر اس کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا گیا جس کی ایک طویل علمی تاریخ ہے۔

تکافل کمپنی کا آغاز وارتقاء

مروجہ تجارتی انشورنس کی حرمت پر فتاویٰ جات کے ساتھ ہی اس کی ضرورت وحاجت کی وجہ سے اس کے جائز متبادل پر غوروخوض، گفتگو اور مکالمات شروع ہوگئے 1960ء اور 1970ء کی دہائیوں میں اس متبادل کے ابتدائی خاکے سامنے آنا شروع ہوگئے چنانچہ سعودی عرب کی علماء کونسل نے ابتداء 1976 میں بیمہ کے نئے متبادل نظام یعنی تکافل کے جواز کا فتویٰ صادر کیا جس کی 1985ء میں انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی نے توثیق کردی اس کے بعد تکافل کمپنیاں وجود میں آنا شروع ہوگئیں جس کی تاریخ ابتداء وارتقاء کو ڈاکٹر ملحم احمد سالم نے اپنی کتاب میں درج کیا جس کی اردو میں تلخیص درج ذیل ہے۔

1979ء سب سے پہلے بینک فیصل نے سوڈان میں شرکۃ التامین الاسلامیۃ السودانیۃ قائم کی اسی سال دبئی میں ایاک الشرکۃ الاسلامیۃ للتامین اور عرب امارات میں اسلامک عرب انشورنس کمپنیاں قائم ہوئیں 1984ء میں ملائیشیا میں شرکۃ تکافل ملائیشیا قائم ہوئی 1985ء میں سعودی عرب میں الشرکۃ الوطنیہ للتامین التعاونی اور بحرین میں الشرکۃ الاسلامیہ للتامین واعادۃ التامین وجود میں آئیں۔ 1992ء میں بحرین میں ایک اور کمپنی الشرکۃ التامین الاسلامیۃ العالمیۃ قائم ہوئی۔ 1995ء میں قطر میں اسلامک انشورنس کی بنیاد ڈالی گئی۔ 1996ء اردن میں شرکۃ التامین الاسلامیۃ المساھمۃ العامہ المحدودہ وجود میں آئی۔ 1997ء میں ملائیشیا میں ری تکافل کمپنی ARIL[23] قائم ہوئی۔ 2004ء میں کویت رتاوج تکافل کمپنی بنی۔[24]

2005ء میں پاکستان تکافل رولز کے اجراء کے بعد کئی تکافل کمپنیوں نے کام شروع کیا اور اب پاک کویت تکافل، پاک قطر فیملی وجنرل تکافل، تکافل پاکستان لیمٹڈ، فرسٹ داؤد تکافل، آدم جی تکافل وغیرہ ادارے کام کررہے ہیں۔[25] 2006ء میں جنوبی افریقہ میں تکافل ریگولیشنز کا آغاز ہوا 2009ء میں دبئی میں نور فیملی اینڈ جنرل تکافل کمپنی نے کام شروع کیا۔[26] اب ایران، سنگاپور اور برطانیہ میں اسلامی انشورنس رواج پذیر ہے۔

تکافل کے ماڈلز

تکافل کمپنیز کے بنیادی طور پر تین ماڈلز ہیں جن کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔[27] تکافل کمپنی اپنے اور عوام سے حاصل شدہ سرمایہ سے تکافل مقاصد کے علاوہ والی رقم سے وکالہ اور مضاربہ کی بنیاد پر سرمایہ کاری کرتی ہے۔ درج بالا ماڈلز، ان کا طریقہ کار، ان ماڈلز کے پلانز (Plans) اور تکییفات کی تفصیلات ذیل کی سطور میں ہیں۔

1. تکافل ہبہ بشرط العوض Takaful-With Conditional Gift

ہبہ کا مطلب ہے کسی کو کسی چیز کا بغیر عوض کے مالک بنانا۔ علامہ شامی نے ہبہ کی تعریف ان الفاظ سے کی ہے:

الھبة ہی لغةً التفضل علیٰ الغیر ولوغیر مال وشرعاً تملک العین مجاناً ای بلا عوض۔[28]

لغۃً ہبہ کا معنی ہے کسی پر مال سے یا بغیر مال کے فضل واحسان کرنا اور شریعت کی اصطلاح میں ہبہ کا مطلب ہے کسی کو کسی چیز کا بغیر عوض کے مالک بنانا۔[29]

تکافل ہبہ بشرط العوض کا مطلب یہ ہے کہ تکافل کمپنی کو اس کے شئیر ہولڈرز خاص شرائط سے پریمیم کی صورت میں مال ہبہ کرتے ہیں تاکہ ان کے مستقبل میں ہونے والے نقصانات کی تلافی کمپنی خاص طے شدہ رقم کے ذریعے کرے گویا ہبہ کرنے والا تکافل کمپنی سے یہ کہتا ہے کہ میں آپ کو رقم یا قسط اس شرط پر دیتا ہوں کہ اس کے بدلے کمپنی میرے متوقع مالی نقصان کی تلافی کرے گی۔ ڈاکٹر عصمت اللہ تکافل ہبہ بشرط العوض کے طریقہ کو یوں لکھتے ہیں: اس تکییف کے مطابق ایک پول بنایا جائے گا اور تکافل میں شریک ہونے والے افراد اس پول کو پہلے سے طے کردہ شرائط وضوابط کے تحت ہبہ /Gift کریں گے اور دوسرے طرف اس پول کی شرائط وضوابط میں یہ طے ہو گا کہ جو اس پول کو ہبہ کرے گا تو اس کے ہبہ کے عوض میں پول بھی مستقبل میں ہونے والے حادثات کے وقت ایک طے شدہ خاص مقدار میں بطور ہبہ شریک تکافل کے مالی نقصانات کی تلافی کرے گا۔ چونکہ یہاں پر دونوں طرف سے ہبہ ہے اس لئے اسے ہبہ بالعوض کا نام دیا گیا ہے۔[30]

2. تکافل باالتزام التبرع Takaful with Undertaking of Taburru

تکافل باالتزام التبرع: تَبَرُّعْ مصدر از تَفَعُّلْ بمعنی عطیہ دینا یا صدقہ کرنا تکافل باالتزام التبرع کا مفہوم یہ ہے تکافل کمپنی کے شئیر ہولڈرز اپنے ذمہ کچھ رقم ہر پریمیم کے ساتھ صدقہ دینے کو لازم قرار کر لیتے ہیں اور کمپنی اپنے اوپر یہ لازم کر لیتی ہے جو شخص اسے پریمیم دے گا اس کے طے شدہ رسک میں کور دے گی اور اس کے نقصان کی تلافی کرے گی۔

3. تکافل بالوقف Takaful With Waqaf

تکافل بالوقف: وقف[31] کا لغوی معنی ہے روکنا اور شریعت کی اصطلاح میں کسی چیز کو اپنی ملکیت سے نکال کر اس کے منافع شرعی نقطہ نظر سے صحیح مصارف پر خرچ کرنا، وقف کہلاتا ہے۔

علامہ شامیؒ نے وقف کی تعریف یوں لکھی ہے:

ہو لغة الحبس وشرعا حبس العین علی حکم ملک[32] الواقف والتصدیق بالمنفعة۔

وقف بمعنی روکنا اور شرعا کسی چیز کی عین کو واقف کی ملکیت میں رکھتے ہوئے اس کے منافع صدقہ کرنے کا نام وقف ہے۔

ڈاکٹر عصمت اللہ نے وقف کی بنیاد پر قائم ہونے والے تکافل کے نظام و طریقہ کار کو تفصیلا لکھا ہے ان کی تحریر کی تلخیص درج ذیل ہے۔ تکافل کمپنی کے مالکان کچھ رقم وقف کرکے وقف پول قائم کرتے ہیں یہ بنیادی رقم سیڈنگ اماونٹ (SEDING AMOUNT) کہلاتی ہے۔ یوں وقف ملک للہ ہوتا ہے اور اس کی ایک قانونی حیثیت و شخصیت ہوتی ہے جو وقف فنڈ کی اصل رقوم اور ان کے منافع وعطیات کا مالک ہوتا ہے اور اس فنڈ کے اخراجات کے اسے صواب دیدی اختیارات حاصل ہوتے ہیں چنانچہ وقف فنڈ کے شرکاء کو اس سے فوائد اس کی طرف سے عطا مستقل کے طور پر ہوتے ہیں نہ کہ وقف کو کیے جانے والے چندہ کے عوض کے طور پر موقوف علیہم طے شدہ شرائط کے مطابق پول کو چندہ دیتے ہیں جسے PFT[33] کہا جاتا ہے اور PFT وقف نہیں ہوتا بلکہ وقف کی ملکیت شمار ہوتا ہے وقف فنڈ سے فائدہ کے لیے تکافل کمپنی کی پروڈکٹ اور پلان پر چندہ کی مقدار الگ ہوتی ہے وقف فنڈ کو شرعی اعتبار سے جائز مقامات پر سرمایہ کاری فنڈ کی طرح سرمایہ کاری کے لیے لگایا جاتا ہے اور طے شدہ شرائط کے مطابق اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے وقف کے تحلیل ہونے کی صورت میں سیڈنگ فنڈ کو جاری رہنے والے کسی بھی کار خیر میں خرچ کرنا ضروری ہے کمپنی اس سارے عمل پر انتظام وانصرام کی فیس لیتی ہے اور فنڈ کو مضاربہ پر لگانے کی وجہ سے بحیثیت مضارب نفع بھی حاصل کرتی ہے۔[34]

تکافل کے سسٹم میں حصول سرمایہ کے نظری طور پر درج بالا تین طریقے ہیں ان میں تکافل التزام تبرع اور تکافل ہبہ بشرط العوض تھوڑے سے فرق کے ساتھ اپنے نتائج کے اعتبار سے قریب قریب ہیں کہ دونوں عقد معاوضہ بن جاتے ہیں اور بیع کے حکم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ غرر، سود، قمار کی خرابیوں کا مجموعہ بن جاتے ہیں ان کی فقہی حیثیت پر تفصیل آئندہ کی سطور میں آئے گی البتہ مذکور الصدر تین طریقوں سے حاصل شدہ سرمایہ کو مزید سرمایہ کاری کے لیے شرعی اصولوں کی روشنی میں مختلف جگہوں پر انویسٹ کیا جاتا ہے جس میں کمپنی دو طرح کے کردار ادا کرتی ہے۔ ا۔ کمپنی بحیثیت وکیل وایجنٹ۔ ۲۔ کمپنی بحیثیت مضارب ہر دو کی مختصر وضاحت درج ذیل ہے۔

کمپنی بحیثیت وکیل وایجنٹ کے بارے میں محمد ایوب صاحب لکھتے ہیں کہ تکافل کمپنی پالیسی ہولڈرز کے وکیل اور ایجنٹ کے طور پر کام کرتی ہے اور ان کے عطیات سے طے شدہ حصہ بطور فیس چارج کرتی ہے انڈر رائٹنگ سرپلس یا خسارہ اور سرمایہ کاری سے ہونے والا منافع اور نقصان اصولا پالیسی ہولڈرز کا ہوتا ہے۔ کمپنی اپنے اخراجات وکالۃ فیس سے پوری کرتی ہے فیس کا یقین ہر سال شریعت بورڈ کے مشورہ سے ہوتا ہے۔[35] کمپنی بحیثیت مضارب کے بارے میں ڈاکٹر عصمت اللہ لکھتے ہیں کہ مضاربہ ماڈل میں سرپلس شرکاء اور کمپنی کے شئیر ہولڈرز کے درمیان طے شدہ تناسب سے تقسیم ہوتا ہے اس میں آپریٹر وکالۃ فیس نہیں لیتا صرف مضاربہ شئیر لیتا ہے جس میں عموما وکالۃ فیس کے مقابلہ میں مضاربہ کا حصہ نفع زیادہ ہوتا ہے اس ماڈل میں کمپنی کی حیثیت آپریٹر کی مضارب کی ہوتی ہے اور پول کی حیثیت رب المال (INVESTER) کی ہوتی ہے۔ نفع دونوں میں PREDEFINED RATIQ کے مطابق تقسیم ہوتا ہے۔ اس ماڈل میں سرپلس میں سے کمپنی کو بھی حصہ ملے گا۔ کلمیز تکافل فنڈ سے ادا کیے جاتے ہیں۔[36]

تکافل سسٹم دو طرح کی SIDES اور مختلف قسم کی سروسسز مہیا کرتا ہے جن کی یہ دو قسمیں ہیں۔ 1۔ جنرل تکافل / ایسڈر تکافل۔ 2۔ لائف تکافل / فیملی تکافل۔ جنرل تکافل میں ٹرانسپورٹ (ذاتی، دفتری، عوامی، لوڈر وغیرہ سب شامل ہیں) اور پراپرٹی (گھر، دفتر، دوکان، پلازہ، مارکیٹ، سکول، ہسپتال وغیرہ شامل ہیں) کا تکافل ہوتا ہے اور اس میں تکافل کی سروسز آگ، چوری، تباہی وغیرہ سے متعلق ہوتی ہیں اور ہر کور کے لیے تکافل کے پول میں دیا جانے والا چندہ کی مقدار الگ ہوتی ہے۔ فیملی تکافل میں گروپ فیملی یا انفرادی حیثیت سے صحت، شادی، تعلیم خاندان کے افراد سیلری، کاروبار ملازم پیشہ افراد کے ریٹائرمنٹ کے بعد مال وسائل کا بندوبست، حادثاتی موت، معذوری بعد از موت خاندانی آمدن، خاندانی تحفظ اور دیگر کئی پلانز شامل ہیں اور اس تکافل کی سروسز میں شدید بیماری، معذوری، بچوں کی تعلیم وشادی اور دیگر ذکر کیے گئے پلانز میں طے شدہ شرائط و قواعد کے مطابق یکمشت یا قسط وار تعاون کی سکیم عمل میں لائی جاتی ہیں۔ یہاں بھی ہر HEAD کے مقابلہ میں تکافل پول کو دیئے جانے والے چندہ کی مقدار الگ الگ طے ہوتی ہے اور ہر دو طرح کے

تکافل کمپنیز کا طریقہ کار

تکافل کمپنیز کے طریقہ کار کے سات بنیادی ارکان ہیں جو شرعیہ گائیڈڈ ہیں اور وہ ارکان درج ذیل ہیں۔

1.Advertisement. 2. Clients Meetings. 3. Cuatations. 4. Policy.

5. Claims. 6. Servey. 7. Acceptance & Rejection.

1۔Advertisement / اشتہارات واعلانات

تکافل کمپنیز اپنے اشتہارات / اعلانات، پلانز اور پراڈکٹس کی مشہوری کیلئے ان شرعی اصولوں کی پابند ہوتی ہے جو شرعیہ ایڈوائزری بورڈ نے طے کیے ہوئے ہیں جو یہ ہیں۔ 1۔ پلانز حقیقت کے مطابق ہوں محض خواب وخیال ومبالغہ آرائی پر مشتمل نہ ہوں۔ 2۔ پلانز اور پراڈکٹ کے بارے میں جھوٹ اور غلط بیانی نہ ہو۔ 3۔ پلانز اور پراڈکٹ دینے میں دھوکہ دہی نہ ہو۔ 4۔ پلانز اور پراڈکٹس انسانی ضروریات وحاجات سے متعلق ہوں تعیشات سے متعلق نہ ہوں۔ 5۔ پلانز اور پراڈکٹس کسی اور کمپنی کی نقل، چوری اور کاپی نہ ہوں۔ 6۔ اشتہارات میں کسی انسان یا جاندار کی تصاویر نہ ہوں۔

2۔Client Meetings / پالیسی کے خواہشمند سے ملاقات

کمپنی شریعت کی روشنی میں پالیسی کے خواہشمند سے ملاقات میں ان اصولوں کی پابند ہے۔ 1۔ ملاقات کے اوقات طرفین کی سہولت کے مطابق پہلے سے طے ہوں۔ 2۔ طرفین ملاقات کے اوقات اور دورانیہ کی پابندی کریں۔ 3۔ کمپنی، نمائندہ اور ایجنٹ جھوٹ غلط بیانی سے مکمل اجتناب کریں۔ 4۔ دھوکہ دہی، غیر حقیقی باتوں اور وعدوں سے اجتناب کریں۔ 5۔ کمپنی کے پلانز اور پراڈکٹس کی پوری وضاحت کریں۔ 6۔ کلائنٹس کے سوالات، شبہات اور تحفظات تحمل سے سنیں۔ 7۔ شرعی پہلو سے تعلق رکھنے والے سوالات کے جوابات علماء کی ہدایت کے مطابق دیں۔ 8۔ دیگر کمپنیز کے پلانز اور پراڈکٹس کی خرابیاں اور نقائص بیان نہ کریں۔ 9۔ اپنا تعارف، کمپنی کا تعارف اور ملاقات کا مقصد خوب واضح کریں۔ 10۔ گفتگو سلیقہ وشائستگی سے کریں اور اختلافی مباحث سے اجتناب کریں۔

3-Quatation/کوٹیشن:

کوٹیشن میں درج ذیل امور کا لحاظ رکھنا شرعیہ گائیڈڈ کی ہدایات کے مطابق ضروری ہے۔ 1۔ کوٹیشن کلائنٹس کے مطلوب کے مطابق ہو۔ 2۔ کوٹیشن میں جھوٹ، غلط بیانی اور دھوکہ دہی نہ ہو۔ 3۔ اپنے پلانز اور پراڈکٹس کا پورا تعارف ہو۔

4-Policy/پالیسی:

تکافل کمپنیز کی پالیسی میں PMD(Participant membership document) ایک بنیادی ڈاکومنٹ ہے جس میں پالیسی سے متعلق درج ذیل امور کا لحاظ رکھنا شرعیہ گائیڈڈ کی وجہ سے ضروری ہے۔

ا۔Itanstion/ نیت، قصد، ارادہ: کلائنٹس یا پالیسی کے خواشمند سے کمپنی زبانی اور تحریری طور پر درج ذیل امور کی نیت کراتی ہے جس میں پالیسی ہولڈر کو پورا اختیار ہوتا ہے اور اس پر کوئی جبر واکراہ اور غلط بیانی کیلئے دباؤ نہیں ہوتا۔

1۔ پالیسی ہولڈر اپنی رقم کا کچھ حصہ وقف کرے گا۔ 2۔ وقف شدہ رقم سے پالیسی ہولڈر کے تمام ملکیتی حقوق وتصرفات ختم ہو جائیں گے۔ 3۔ وقف شدہ رقم کبھی بھی پالیسی ہولڈر کو واپس نہیں ملے گی۔ 4۔ پالیسی ہولڈر وقف شدہ رقم کے عوض کے بدلے /Cover کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ 5۔ وقف صرف اس کی ذات پر نہیں ہو گا بلکہ وہ دیگر موقوف علیہم میں شامل ہو گا۔ 6۔ نقصانات پر کور وقف کے طے شدہ قواعد کے مطابق ملیں گے۔

ب۔ کمپنی وکیل ہونے کی حیثیت کے وکالہ فیس وصول کرے گی نیز پالیسی ہولڈر سے اقساط یا پریمیم ادا کرنے کا طریقہ کار ماہانہ، سہ ماہی، شش ماہی یا سالانہ بنیادوں پر طے کرے گی۔

ج۔Coverage/ نقصانات کی تلافی: کوریج میں پالیسی کے نقصانات پورے کرنے کی تفصیلات درج ہوتی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

1۔ پالیسی اگر گاڑی کے نقصانات پر کور کیلئے لی جارہی ہو تو ضروری ہے گاڑی کی موجودہ حالت، کل قیمت کی وضاحت ہو۔ 2۔ گاڑی سے متعلق تمام ضروری کاغذات ودستاویز مہیا کیے جائیں۔ 3۔ گاڑی استعمال کرنے والے/ مالک/ ڈرائیور کی تفصیلات اور ضروری دستاویز مہیا ہوں۔ 4۔ حادثات جن پر کوریج ملتی ہے ان کی پوری تفصیلات کی وضاحت ہو۔

د۔Exclusion: وہ امور جن پر کمپنی کور دینے کی پابند نہیں ہے اور نہ ہی پالیسی ہولڈر ان پر کلیم کر کے کور حاصل کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔

1۔ مثلاً گاڑی کا Manufacturing Fault۔ 2۔ گاڑی کو جان بوجھ کر نقصان پہنچانا۔ 3۔ ڈرائیور کی بے احتیاطی اور لاپرواہی سے ہونے والا نقصان۔ 4۔ غیر لائسنس شدہ ڈرائیور سے ہونے والا نقصان۔ 5۔ قدرتی حادثات مثلاً زلزلہ، بارش، لینڈ سلائیڈنگ سے ہونے والے نقصانات۔ 6۔ غلط پارکنگ، غلط اوور ٹیکنگ، غیر قانونی لوڈنگ اور غیر قانونی تیز رفتاری سے ہونے والے نقصانات۔

و۔Surplus: کلیمز اور ریزروسے زائد سرمایہ جو کہ مملوک وقف ہے وہ پالیسی ہولڈرز میں طے شدہ قواعد کے مطابق تقسیم کرنا۔

5۔Claims/ دعوے:

1۔ پالیسی ہولڈر PMD کے مطابق ہی کلیم کر سکتا ہے۔ 2۔ جھوٹ، غلط بیانی نہ کرے۔ 3۔ دھوکہ دہی سے بچے۔ 4۔ کلیمز بڑھاچڑھا کر بیان نہ کرے۔

6۔Servey / سروے: سروے میں جائے حادثہ کی تفصیلات، فوٹو، نقصانات کی وجہ اور نقصانات کے تخمینہ کی رپورٹ شامل ہے۔ سروے کبھی تکافل کمپنی خود کرتے ہے اور کبھی مارکیٹ میں موجود صحیح ساکھ کی حامل سروے کمپنیز سے ہی سروے کرایا جاتا ہے۔ سروے میں درج ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

1۔ تمام تفصیلات حقیقت کے مطابق ہوں۔ 2۔ جھوٹ، غلط بیانی نہ ہو۔ 3۔ سرویئر رشوت سے اجتناب کرے۔ 4۔ کلیم بڑھاچڑھا کر بیان نہ کرے۔

7۔ Rejection&Acceptence / دعوے کی قبولیت اور عدم قبولیت: تکافل کمپنیز PMD کے مطابق ہی کلیمز قبول کرنے کی ذمہ دار ہے بصورت دیگر مکمل کلیم یا کلیم کے کسی جزوی حصے کو قبول کرنے اور نہ کرنے کا کمپنی کو پورا اختیار ہوتا ہے۔

مروجہ تکافل کے بارے میں اہل علم کی آراء

مروجہ تکافل کے بارے میں اہل علم کی دو آراء ہیں۔

عدم جواز کے قائلین

کچھ اہل علم کے نزدیک تکافل وقف ماڈل مروجہ انشورنس سے اپنی عملی تطبیق کے اعتبار سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے کیونکہ دونوں میں نقصانات کے کلیمز پر دیئے جانے والے (Covers) دراصل عقد معاوضہ کی بنیاد پر ہوتے ہیں کیونکہ (Premiums) نقود کی صورت میں ہوتی ہیں اور (Cover) بھی نقود کی صورت میں ملتا ہے نیز کل ادا شدہ اقساط / Premium کے مقابلے میں دیا جانے والا Cover لازماً کم یا زیادہ ہوتا ہے اسی طرح زیادہ Cover زیادہ عطیات سے اور کم Cover کم عطیات سے مشروط ہوتا ہے۔ یہ سارے عناصر اس پول اور اس کی عملیات کو مروجہ انشونس سے بالکل مختلف نہیں کرتے ہیں بلکہ اس کے رباء کو نمایاں کرتے ہیں۔ لہٰذا ہر دو اپنے حکم کے اعتبار سے بھی مختلف نہیں جیسے مروجہ انشورنس رباء کی وجہ سے حرام ہے اس طرح تکافل وقف ماڈل کی یہ عملی صورت بھی رباء سے خالی نہیں۔[37]

جواز کے قائلین

تکافل وقف ماڈل معاصر فقہاء میں سے بعض کا موقف یہ ہے کہ تکافل وقف ماڈل کے وقف پول کے معاملات عقود معاوضہ نہیں ہیں لہٰذا ان پر سود، قمار، غرر کے اعتراضات درست نہیں ہیں چنانچہ ذیل میں وقف پول سے دیئے جانے والے کور (Cover) کو عقد معاوضہ تسلیم نہ کرنے والے فقہاء کرام کے دلائل کا ذکر ہے۔

ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی اسی اشکال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بظاہر دیکھنے میں یونہی محسوس ہو رہا ہے لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے بلکہ دونوں (تکافل و مروجہ انشورنس) کے درمیان بہت بڑا فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ مروجہ انشورنس میں پالیسی ہولڈر کے مالی نقصان کو پورا کرنا کمپنی کی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن اسلامی انشورنس میں

کمپنی کی حیثیت ٹرسٹی اور مینجر کی ہے پالیسی ہولڈر کے نقصان کو پورا کرنا اس کی ذمہ داری نہیں بلکہ نقصان پورا کرنے کی ذمہ داری پالیسی ہولڈر کے تبرعات سے وجود میں آنے والے حوض (Pool) پر ہوتی ہے کمپنی یہ کہتی ہے کہ یہ پول تمہارا نقصان پورا کرے گا اگر اس کے اندر نقصان پورا کرنے کی گنجائش ہوئی تو آپ کے نقصان کی تلافی کر دی جائے گی اور اگر پول کے اندر گنجائش نہ ہوئی تو یہ نقصان پورا نہیں کیا جائے گا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ اسلامی انشورنس میں پریمیم کمپنی کی ملکیت میں نہیں آتا جبکہ مروجہ انشورنس میں پریمیم کمپنی کی ملکیت میں آجاتا ہے۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ اسلامی انشورنس میں پالیسی ہولڈرز ایک دوسرے کا رسک کور کر رہے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے یہ افراد ایک دوسرے کیلئے انشورر بھی ہوتے ہیں اور انشورڈ بھی ہوتے ہیں جبکہ مروجہ انشورنس میں کمپنی انشورر ہوتی ہے اور پالیسی ہولڈرز انشورڈ ہوتے ہیں۔[38]

جبکہ ڈاکٹر عصمت اللہ لکھتے ہیں

> کہ چندہ دہندگان کو نقصان کی صورت میں مذکورہ فنڈ سے فوائد کس بنیاد پر ملتے ہیں تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ شروع میں واقفین فنڈ نے وقف کو مطلق نہیں کیا ہے بلکہ ان کے نزدیک اس وقف سے صرف وہ لوگ منتفع ہوں گے جنہوں نے اس وقف کو چندہ دے کر اس کی رکنیت حاصل کی ہو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو اس وقف فنڈ کو چندہ دے کر اس کا رکن بنے گا وہ گویا موقوف علیہ ہو جائے گا۔ اب اس کو واقفین کی شرط کے مطابق فنڈ سے فوائد مقررہ ملیں گے۔ **لان شرط الواقف کنص الشارع** اور نیز یہ عقد معاوضہ اس وقت ہوتا کہ چندہ کمپنی کے مالکان کو دیا جاتا، کمپنی مالکان اس چندے کے مالک بنتے اور پھر کمپنی مالکان نقصان کی تلافی کرتے۔[39]

راجح موقف

درج بالا آراء میں سے دوسری رائے راجح اور وزنی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہر عقد معاوضہ ناجائز نہیں بلکہ وہ عقد معاوضہ ناجائز ہے جو بالآخر رباء یا نزاع پر یا شرعی نقطہ نظر سے کسی اور خرابی پر منتہی ہو اگر وقف کی عملی تطبیق کی تفصیلات کی روشنی میں دیکھا جائے تو جب بھی واقف یا وقف پر تبرع وعطیہ کرنے والا کچھ بھی رقم یا چیز وقف پول کو دیتا ہے تو راجح قول کے مطابق وہ رقم / نقود / وقف شدہ چیز اس کی ملکیت سے نکل جاتی ہے اور وقف کی ملکیت قرار پاتی ہے[40] نقصان کی صورت میں پالیسی ہولڈر کو کور واقف کی شرط کی وجہ سے عطاء مستقل کے طور پر یا موقوف علیہم کی طرف سے رسک کا کور شئیر کرنے سے یا اس کے موقوف علیہم میں داخل ہونے کی وجہ سے ملتا ہے ان میں سے جو بھی تأویل کی جائے یہ کور متبرع کے تبرع یا واقف کے وقف کا معاوضہ نہیں ہے کیونکہ عقد معاوضہ میں ہر دو طرفہ بدل کا مملوک ہونا بنیادی شرط ہے۔ جبکہ تبرع وعطیہ سے متبرع و معطی کی ملکیت اپنے عطیہ و تبرع والی رقم پر ختم ہو جاتی ہے اور ان وقف شدہ چیزوں / نقود کا وقف کا مملوک ہونا یا اختلاف اقوال کی وجہ سے ملکا للہ تعالی ہونا یا موقوف علیہم کی ملکیت ہونا تو واضح ہے۔ لہذا اس میں تبادلہ و معاوضہ والا عنصر ختم ہو گیا ہے کیونکہ فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عقد معاوضہ میں محل عقد / معقود علیہ کا مملوک ہونا ضروری ہے تو

گویا عقد معاوضہ کی دعوی سے تبرع شدہ نقود ور قوم معقود علیہ ہیں جن کا بدل زیادتی سے متبرع کو مل رہا ہے جس سے رباء کی خرابی لازم آرہی ہے۔ تو تبرع کی صورت میں تو وہ نقود متبرع کی مملوک رہی ہی نہیں لہذا معاوضہ وتبادلہ نہ رہا۔ علامہ الکاسانی نے عقد معاوضہ کی شرائط میں لکھا ہے:ومنھا ان یکون مالاً مملوکاً۔[41] زیر بحث مسئلہ میں محل عقد یقیناً مال ہے، متقوم ہے لیکن مملوک للعاقد نہیں ہے کیونکہ تبرع کرنے سے متبرع کی اس مال پر ملکیت نہ رہی لہذا اسے بصورت نقصان جو کچھ Cover کی صورت میں مل رہا ہے وہ اپنے مملوک کے عوض میں نہیں ہے کیونکہ وقف پول کی املاک میں اس کی کوئی ملکیت نہیں بلکہ واقف یا وقف کی شرط کی وجہ سے مل رہا ہے نیز اس تفصیل سے Cover کی کمی وبیشی والا اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے کہ اسے رباء قرار دے کر حرام کیا جائے کیونکہ اس کا تعلق بھی معاوضہ وتبادلہ سے ہے جب تبادلہ نہیں تو رباء بھی نہیں جس کی ایک مثال پراویڈنٹ فنڈ ہے جس میں حکومت یا ادارہ کی طرف سے مسلسل اضافہ کے باوجود اس کے جواز کا فتوی ہے۔ نیز اگر پھر اس Cover کو عقد معاوضہ کا نتیجہ قرار دینے پر اصرار ہو تو سوال یہ ہے کہ وقف پول سے حاصل شدہ Cover رباء کی کون سی قسم ہے۔ راجح قول کے مطابق رباء کی دو قسمیں ہیں۔ رباء النسیئہ اور رباء الفضل۔ وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

> **والرباء المحرم فی الاسلام نوعان اولھما رباء النسئیة الذی لم تکن العرب فی الجاہلیة تعرف سواءً وھوالمأخود لأجل تأخیر قضاء دین مستحق الی اجل جدید سواء کان الدین ثمن مبیع قرضاً وثانیھا: رباء البیوع فی اصناف ستة ہی الذھب والفضة والحنطة والشیعر والملح والتمر وھو المعروف بربا الفضل وقد حرم سداً للذرائع ای منعأمن التوصل به الی رباء النسیة بان یبیع شخص ذھبا مثلاً الی رجل ثم یؤدی فضة بقدر زائد مشتمل علی الرباء۔** [42]

اس تفصیل کی روشنی میں وقف پول کی طرف سے ملنے والے Cover کو اگر رباء الفضل قرار دیا جائے تو یہ کہنا ضروری ہے کہ متبرع اور وقف پول کا باہمی معاملہ بیع کا ہے۔ یعنی واقف نے نقدی وقف نہیں کی یا متبرع نے نقود تبرع نہیں کی بلکہ اسے بیچا ہے اور اس کے عوض بھی چونکہ کرنسی / نقود ہیں تو ان میں کمی وبیشی یقیناً سود ہے جو رباء الفضل ہو کر حرام ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ مفروضہ درست ہے؟ اور کیا ممکن ہے کہ وقف پول سے ہونے والے عقد یا معاملہ کو بیع کہا جائے؟ اگر اسے بیع نہیں کہا جاسکتا ہے اور حقیقت یہی ہے تو پھر اس Cover کو رباء بھی نہیں قرار دیا جاسکتا اور اگر بالفرض اسے عقد معاوضہ قرار دینے کیلئے معاملہ بیع کہا جائے تو پھر صرف اس پر سود ہونے کا اعتراض کافی نہیں اس کے یداً بید نہ ہونے کا بھی اعتراض باقی ہے جو ہونا ضروری ہے اور اگر اسے رباء النسئیۃ قرار دیا جائے تو پھر یہ کہنا ضروری ہے کہ وقف پول کو دیئے جانے والی رقوم وقف یا املاک وقف نہیں بلکہ واقفین ومتبرعین کی طرف سے وقف پر قرض ہیں اور وقف پول اس قرض کو واپس کر رہا ہے جس میں کمی وبیشی حرام ہے تو کیا یہ کہنا ممکن ہے کہ وقف پول کی تمام املاک دراصل اس پر واقفین ومتبرعین کے قرض ہیں؟ اور پھر یہ بات بھی قابل غور ہے اس تصور کو تسلیم کرنے کے نتیجہ میں اس پر تلفیق التزام تصدق افتاء بمذھب الغیر

وغیرہ تمام مباحث بے معانی اور غیر متعلق ہو جاتی ہیں کیونکہ ان سب کا تعلق اس مفروضہ پر ہے وقف املاک وتبرعات وقف کی مملوکات ہیں نہ تو بیع ہیں اور نہ ہی وقف پر قرض ہے لہٰذا ان تفصیلات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ وقف پول سے پالیسی ہولڈرز اور شئیر ہولڈرز کا معاملہ عقد معاوضہ کا نہیں ہے اور اسے جائز قرار دینے والے فقہاء کا نقطہ نظر دلائل کے اعتبار سے وزنی ودرست ہے۔

حاصل بحث

مروجہ تکافل میں سود کی خرابی عقد معاوضہ کی وجہ سے ہے اس میں عقد معاوضہ کے تمام عناصر موجود ہیں وہ اس طرح کہ پالیسی ہولڈر بطور مشتری، کمپنی بائع، اقساط زر ثمن اور بیمہ میں ملنے والی رقم بطور مبیع ہوتے ہیں اور چونکہ طرفین سے نقود کا تبادلہ ہوتا ہے جس میں کمی بیشی کے ساتھ ادھار بھی ہوتا ہے لہٰذا سود کی دونوں قسمیں یعنی رباء النسیہ اور رباء الفضل پائے جاتے ہیں نیز اس میں قمار[43] یعنی جوا کا عنصر بھی ہے۔ قمار کی دو قسمیں ہیں نمبر 1: غیر یقینی واقعہ پیش آنے سے قبل کوئی فریق دوسرے کو ادائیگی کا پابند نہ ہو جیسے کوئی شرط لگانا۔ نمبر 2: غیر یقینی واقعہ پیش آنے سے قبل ایک فریق رقم ادا کر دے پھر غیر یقینی واقعہ پیش آنے پر یا تو اپنی رقم سے کئی گناہ زائد وصول کر لے یا اپنی رقم سے بھی محروم ہو جائے۔ انشورنس میں دوسری قسم کا قمار ہے اور اس میں غرر[44] کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔ یعنی ایسی غیر یقینی صورتحال جس میں کم از کم ایک فریق کا معاوضہ غیر یقینی کیفیت کا شکار ہو۔ انشورنس میں غرر کثیر کی خرابی ہے کیونکہ انشورنس میں جس خطرے کی حفاظت کا معاملہ کیا جاتا ہے جس کا پایا جانا غیر یقینی ہوتا ہے تو گویا غرر نفس عقد میں ہوا۔ اسی طرح نقصان کے ہونے نہ ہونے اور نقصان کی مقدار بھی غیر واضح ہوتی ہے اور عقد بھی عقد معاوضہ ہوتا ہے اس وجہ سے سارا معاملہ ناجائز ہے جبکہ تکافل کمپنی میں حاصل شدہ پریمیم سے چار طرح کے معاملات ہوتے ہیں۔ جبکہ تکافل کمپنیز میں ان امور سے اس طرح بچا جاتا ہے کہ اس میں سود، قمار اور غرر کثیر کی نوبت نہیں آتی ہے۔ چونکہ اس میں ہونے والا عقد عقد معاوضہ نہیں بلکہ تبرع ہے جس سے سود کی خرابی خود بخود ختم ہو گئی اور قمار و غرر کی خرابیاں ہی دراصل عقد معاوضہ کی وجہ سے ہوتی ہیں جو یہاں نہیں ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی واحوالہ جات

[1] البستانی، المعلم البطرس۔ محیط المحیط (بیروت، مکتبہ لبنان، 1977ء)، ص356

Āl bstāni ‹āl mūʿalim āl baṭras- Mūḥyṭ āl Mūḥyṭ- (Berwt: Maktabah lūbnān,1977), 356

[2] الصاغرجی، محمد سید اسعد۔ الفقه الحنفی وادلته (پشاور: وحیدی کتب خانہ، س ن)، 37/2

Āl ṣāġrği ‹Muḥammad Sayyad Asʿsd - āl fiqh āl Ḥanafi wā ādilatūḥū (Pišāwar: waḥydi Kūtūb Ḫānah, nd), 2/37

[3] وھبۃ الزحیلی۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن)، 132/5

Wabaẗ āl zūḥyli. āl fiqh āl āslāmi wā ādilatūh (Berwt: dār āl Kūtūb ālʿalamiyyah), 5/132

[4] شہید، سید قطب۔ فی ظلال القران (بیروت: دار الفکر، 1979ء)، 3/349

Sayyad Qūṭūb, Šaheed, fi ẓilāl āl Qūrān (Berwt: dār āl fikr, 1979), 3/349

[5] عصمت اللہ، ڈاکٹر۔ تکافل کی شرعی حیثیت (کراچی: ادارۃ المعارف، 2014ء)، ص 73

ʿAṣmt ūllah, Dr. Takāfūl ki Šarʿi Ḥaiṯiyat (Karachi: ādāraẗ āl Maʿārf, 2014),p 73 -

[6] الکہف 10:18

Āl Kahf 18: 10

[7] الرازی، محمد بن عمر، التفسیر الکبیر (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن)، 21/83

āl Rāzi, Muḥammad bin ʿūmar, āl Tafsir āl Kabir (Berwt: dār āl Kūtūb ālʿalamiyah, nd), 21/83

[8] النسآء 71:4

Āl Nisāʾ 4: 71

[9] المآئدہ 5:2

Āl Māʾidaẗ 5: 2

[10] عاقلہ عقل سے ہے بمعنی روکنا، عاقلہ کو عاقلہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس عمل سے قتل ناحق رک جائے۔

[11] المرغینانی، علی بن ابی بکر۔ الھدایۃ (بیروت: المکتبہ الاسلامیہ، س ن)، 645/5

Āl Marġināni, ʿali bin ābi bakr- āl Hidāyaẗ (Berwt : āl Maktabah āl āslāmiyah. Nd), 5/ 645

[12] قسامہ میں پچاس قسموں کی تعداد توقیفی ہے یعنی قدیم زمانہ سے یہی رواج چلا آرہا تھا اور آپ علیہ السلام نے بھی اس عدد میں کوئی تبدیلی نہیں فرمائی اور اسے جاری رکھا قسامہ میں حنفیہ اور آئمہ ثلاثہ کا اختلاف ہے عند الاحناف قسامہ اولیاء مقتول تعین قاتل میں قسمیں اٹھائیں گے اور متعین کردہ قاتل پر دیت آجائے گی اولیاء مقتول کی قسموں سے انکار پر یا عدم لوث کی صورت میں قسامہ اہل محلہ پر ہوگی اور قسامہ کے بعد دیت ان پر فی کس کے حساب سے تقسیم ہوگی۔ دیکھیں نذیر احمد، مولانا، اشرف التوضیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج2 ص533

[13] حصکفی، علاء الدین بن علی۔ الدر المختار شرح تنویر الابصار فی فقہ مذھب الامام ابی حنیفہ (بیروت: دار الفکر، س ن)، 638/6

Ḥaskafi, ʿalā wʾ āl dyn bn ʿali. āl Dūr āl Mūẖtār šarḥ Tanwir āl ābṣār fi fiqh e Maḏhab āl āmām ābi Ḥanifah (Berwt: dār āl fikr, nd), 6/ 638

[14] ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح البخاری (بیروت: دار المعرفہ، س ن)، 5/129

Ābn e Ḥağar, Āḥmad bin ʿĀli, Fatḥ āl bāri šarḥ ṣaḥiḥ āl Būẖāri (Berwt: dār āl Maʿarif, nd), 5/129

[15] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن (ریاض: دار السلام، 1999ء)، کتاب الفرائض، باب فی الرجل یسلم علیٰ یدی الرجل

Ābū Dāwūd, Sūlaimān bin Āšʿaṯ. āl Sūnan- (Riaḍ: Dār āl Salām, 1999), Kitāb āl Farāiḍ, Bāb fi āl rağūl Yaslim ʿalā Yadi āl rağū

[16] میت کے ترکات میں سب سے پہلے ذوی الفروض جن کے ترکہ میں حصص ازروئے شرع مقرر ہیں پھر عصبات یعنی میت کے ددھیالی رشتہ دار پھر ذوی الارحام یعنی میت کے ننھالی رشتہ دار آتے ہیں۔

[17] عثمانی، شبیر احمد۔ فتح الملھم (کراچی: ادارۃ المعارف، 2009ء)، 4/559

ʿūṯmāni, Šabir Āḥmad- Fatḥ āl Mūlhim (Karachi: ādārat āl Maʿārif, 2009), 4/559

[18] المرغینانی، علی بن ابی بکر۔ الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی (بیروت: المکتبہ الاسلامیہ، س ن)، 646/5

Āl Marġināni, ʿali bin ābi bakr- āl Hidāyaẗ (Berwt : āl Maktabah āl āslāmiyah. nd), 5/ 646

[19] ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون (دمشق، دار الشعب، س ن)، ص355

Ābn e Ḫūldwūn, Mūqaddimah (Damišq: dār āl Šaʿb, nd), 355

[20] مفتی محمد شفیع، بیمہ زندگی (کراچی، مکتبہ دارالعلوم، 2001ء)، ص28

Mūfti Mūḥammad Šafiʿ. Bimaẗ Zinadagi (Karachi: Maktabaẗ Darūl ʿūwūm, 2001),p 28

[21] شریعت کے دائرے میں انشورنس (تکافل) کی صورت، ص327

Šariʿat ky Dairy main Insurance (Takaful) ki Ṣūwrat, 327

[22] ابن خلدون، عبدالرحمان بن محمد۔ المقدمہ (بیروت: دارالکتب العلمیہ، س ن)، ص355

Ābn e Ḫūldwūn, Mūqaddimah (Damišq: dār āl Šaʿb, nd), 355

[23] ARIL. ASEAN RETAKAFUL INTERNATIONAL LTD.

[24] ملحم، ڈاکٹر احمد سالم، اعادۃ التامین وتطبیقاتھا فی شرکات التامین الاسلامی (اردن: دارالنفائس، 2004)، ص50

Mūlḥim, Dr. Āḥmad Sālim. āʿādaẗ āl Tāmyn wa Taʿliqātihā fi Šarkat āl Tāmyn āl āslāmi. Jordan: Dār āl Nafāis, 2004. 50

[25] روزنامہ، مینارہ نور، حیدرآباد، 26مارچ، 2016

Rwznāmaẗ, Minārāẗ Nūwr, Ḥaidarabād, March 26, 2016

[26] شریعت کے دائرے میں انشورنس (تکافل) کی صورت۔ ص230

Šariʿat ky Dairy main Insurance (Takaful) ki Ṣūwrat, 327

[27] مثلاً پیڈ اپ کیپٹل کی مقدار، ٹیکسز کا طریقہ کار، کلیمز نہ ادا کرنے پر کلائنٹس کے تحفظات دور کرنے کا طریقہ وغیرہ۔

[28] لجنۃ علماء برناسۃ نظام الدین بلخی۔ الفتاویٰ الھندیہ (بیروت: دارالفکر، 1310)، 4/374

Lūğnaẗ ʿūlmāʾ Barnāsaẗ, Niẓām āl Dyn Balḫi. āl Fatāwā āl Hindiyah (Berwt: Dār āl fikr,1310), 4/74

[29] کمپنی عوام سے ان کی بچتیں مختلف پلانز آفر کر کے پریمیم Premium کی صورت میں اکٹھا کرتی ہیں۔

[30] عصمت اللہ، ڈاکٹر، تکافل میں وقف کا کردار (کراچی: دارالاشاعت، س ن)، ص11

ʿA ṣmt ūllah, Dr. Takāfūl main Waqf kā Kirdār (Karachi: Dar āl Išaʿat, nd), p 11

[31] سعید احمد، ڈاکٹر۔ "تکافل وقف ماڈل کی فقہی بنیادیں: تحقیقی و تنقیدی جائزہ ۔" (پی ایچ ڈی مقالہ۔ جامعہ پنجاب، لاہور۔ 2019ء)۔ ص213۔

Saʿed Āḥmad, Dr. "Takāfūl Waqf Model ki Fiqhi Būnyādi: Taḥqiqi wo Tanqidi Jāizaẗ" (Dis. Phd, Univesity of the Punjab, Lahore. 2019),p 213

[32] امام صاحب اور مالکیہ کے نزدیک شئ وقف پر واقف کی ملکیت بر قرار رہتی ہے البتہ اس میں بیع وشراء وغیرہ کے تصرفات نہیں کر سکتی جبکہ جمہور کے نزدیک شئ وقف ملک للہ بن جاتی ہے اور واقف کی اس سے ملکیت زائل ہو جاتی ہے قال الشافعیؒ انه لم يبق على ملك الواقف ولا انتقل الى ملك غيره بل صار على حكم ملك الله تعالى لافيه لاحد سواه والا فالكل ملك الله والستحسن فى الفتح انه حبس العين على ملك الواقف فلايزول عنه ملكه لكن لايباع ولا يورث ولايوهب ابن عابدین، ردالمحتار، ج4ص338

[33] PFT PARTICIPANT TAKAFUL FUND

[34] عصمت اللہ، ڈاکٹر، تکافل میں وقف کا کردار (کراچی: دارالاشاعت، س ن)، ص18

ʿAṣmt ūllah, Dr. Takāfūl main Waqf kā Kirdār. Karachi: Dar āl Išaʿat, nd. 18

[35] محمد ایوب۔ اسلامی مالیات (اسلام آباد: رفاہ سنٹر آف اسلامک فنانس، 2010)، ص558

Mūḥammad Āyūwb- (Āslāmi Māliāt- Islāmā͏bād: Riphah International University, 2010), p 558

[36] عصمت اللہ، ڈاکٹر۔ تکافل کی شرعی حیثیت (کراچی: ادارۃ المعارف، 2010)، ص92

ʿAṣmt ūllah, Dr. Takāfūl ki Šarʿi Ḥaiṯiyat (Karachi: ādāraẗ āl Maʿārf, 2014), p 73 -

[37] عبدالواحد، ڈاکٹر، مفتی۔ جدید معاشی مسائل اور مفتی تقی عثمانی کے دلائل کا جائزہ (کراچی: مجلس نشریات اسلام، 2008ء)، ص116، 126

ʿAbūl Wāḥid, Dr. Mufti. Jadeed Maʿāši Masāil (Karachi: Majlis Našaryāt e Islām. 2008), 116, 126.

[38] صمدانی، ڈاکٹر اعجاز احمد۔ تکافل انشورنس کا اسلامی طریقہ (لاہور: ادارہ اسلامیات، 2010ء)، ص115

Ṣamdāni, Dr. Iʿjaz Āḥmad. Takāfūl Insurance kā Islāmi Ṭariqaẗ (Lahore: Idāraẗ Islāmiyāt, 2010), p 115

[39] عصمت اللہ، ڈاکٹر۔ تکافل کی شرعی حیثیت (کراچی: ادارۃ المعارف، 2010)، ص148

ʿAṣmt ūllah, Dr. Takāfūl ki Šarʿi Ḥaiṯiyat (Karachi: ādāraẗ āl Maʿārf, 2014), p 73 -

[40] ابن ہمام، محمد بن عبدالواحد۔فتح القدیر (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 2002ء)، 5/420

Ibn e Hamām, Mūhammad bin ʿAbūl Wāḥid. Fathūl Qadyr (Berwt: Dar āl Kūtūb āl ʿalamiyyah, 2002), 5/420

[41] الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1986)، 146/5

Āl Kāsni, Ābūw Bakr bin Masʿwūd, Badāiʿ āl Ṣanāiʿ fi Tarteeb āl Šarāʿ (Berwt: Dar āl Kūtūb āl ʿalamiyyah, 1986), 5/ 146

[42] جصاص، احمد بن علی، محقق: عبدالسلام محمد علی شاہین۔احکام القرآن (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1994ء)، 1/563

Ğaṣāṣ, Āḥmad bin ʿĀli, edit: ʿAbūl Salām Mūhammad ʿAli Šāhyn. Āḥkām āl Qūrān (Berwt: Dar āl Kūtūb āl ʿalamiyyah, 1994), 1/563

[43] قمار ہر وہ معاملہ ہے جو نفع ونقصان کے درمیان ہو اور غیر واضح ہو۔قمار میں چار عناصر ہوتے ہیں۔1۔عقد معاوضہ۔2۔طرفین کی ملکیت خطرے میں ہونا۔3۔زائد مال کا حصول احتمالی معاملے پر موقوف ہونا۔4۔مال کا خطرے پر معلق ہونا۔

[44] غرر کا معنی دھوکہ دہی، غلط امید دلانا اور اصطلاح میں غرر کا مفہوم یہ ہے: وہ خطرہ جس کا وجود اور عدم وجود برابر ہو۔غرر کی چار شرائط ہیں۔1۔غرر کثیر جو ذریعہ نزاع ہو۔2۔غرر اصل عقد میں ہو۔3۔غرر عقد مالیہ میں ہو۔4۔غرر ضروری نہ ہو بلکہ اختیاری ہو۔لہٰذا غرر یسیر اور عقود تبرع کا غرر شرعاً قابل برداشت ہے۔